سُورَةُ الرَّحْمَٰنِ

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن

سورۂ رحمٰن کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔[1]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع اور 78 آیتیں ہیں۔

''رحمٰن'' نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کا نام ''سورۂ رحمٰن'' اس لئے رکھا گیا کہ اس کی ابتداء اللّٰہ تعالیٰ کے اَسماءِ حُسنیٰ میں سے ایک اسم ''اَلرَّحْمٰنُ'' سے کی گئی ہے۔

سورۂ رحمٰن کے فضائل

(1)......حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''ہر چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''چند وجہ سے سورۂ رحمٰن کو قرآن کی دُلہن، زینت فرمایا گیا۔ اس سورت میں اللّٰہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ذکر ہے اور ذات وصفات پر اعتقاد ایمان کی زینت ہے۔ اس سورت میں جنت کی حوروں، ان کے حسن و جمال، ان کے زیورات کا ذکر ہے (اور) یہ چیزیں جنت کی زینت ہیں۔ اس سورت میں آیتِ مبارکہ ''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' 31 جگہ ارشاد ہوا اس سے سورت کی زینت زیادہ ہوگئی۔[3]

---

1 ......خازن، تفسیر سورة الرحمن، ٤/٢٠٨.

2 ......شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ٢/٤٩٠، الحدیث: ٢٤٩٤.

3 ......مرآۃ المناجیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث، ٣/٢٨١-٢٨٢، تحت الحدیث: ٢٠٧٤۔

www.dawateislami.net

(2)......حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’سورۂ حدید، سورۂ واقعہ اور سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرنے والے کو زمین و آسمان کی بادشاہت میں جنّتُ الفردوس کا مکین پکارا جاتا ہے۔[1]

(3)......اس سورت کی آیات اگرچہ چھوٹی چھوٹی ہیں لیکن ان کی تاثیر بہت مضبوط ہے۔ مروی ہے کہ حضرت قیس بن عاصم مِنْقَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے (اسلام قبول کرنے سے پہلے) سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کی: جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے میرے سامنے اس کی تلاوت کیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کے سامنے سورۂ رحمٰن پڑھی تو اس نے عرض کی: اسے دوبارہ پڑھئے، حتّٰی کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (اس کے کہنے پر) تین مرتبہ سورۂ رحمٰن کو پڑھا۔ (سورۂ رحمٰن سن کر) اس نے عرض کی: خدا کی قسم! یہ سورت بہت ہی خوبصورت ہے، اس میں بہت حلاوت ہے، اس کا نیچے والا حصہ سرسبز ہے اور اوپر والا حصہ پھل دار ہے اور یہ کسی انسان کا کلام ہی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ تعالٰی کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللّٰہ تعالٰی کے رسول ہیں۔[2]

سورۂ رحمٰن کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللّٰہ تعالٰی کی وحدانیّت اور قدرت، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت اور قرآنِ مجید کے اللّٰہ تعالٰی کی وحی ہونے پر دلائل بیان کئے گئے ہیں، نیز اس میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(1)......اس سورت کی ابتدا میں اللّٰہ تعالٰی نے اپنی عظیم نعمتوں جیسے قرآنِ پاک کو نازل کرنے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کی تعلیم دینے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کی تعلیم دینے کا ذکر فرمایا۔

(2)......اس کے بعد سورج، چاند، زمین پر اُگی ہوئی بیلوں، درختوں، آسمانوں، زمینوں، باغات میں پھلوں اور کھیتوں میں فصلوں کا ذکر فرمایا۔

1......شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضائل السور والآیات، ٢/٤٩٠، الحدیث: ٢٤٩٦.

2......تفسیر قرطبی، تفسیر سورۃ الرحمن، ٩/١١٣، الجزء السابع عشر.

www.dawateislami.net

(3)......حضرت آدم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور ابلیس کی پیدائش، میٹھے اور کھاری سمندروں اور ان سے موتیوں کے نکلنے کو بیان فرمایا گیا۔

(4)......اس جہان کے فنا ہونے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے باقی رہنے اور تمام مخلوق کے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونے کا ذکر فرمایا گیا۔

(5)......اس سورت کے آخر میں قیامت، جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سختیوں اور ہَولناکیوں وغیرہ کا ذکر ہے۔

سورۂ قمر کے ساتھ مناسبت

سورۂ رحمٰن کی اپنے سے ماقبل سورت ''قمر'' کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۂ قمر میں قیامت، جہنم کی ہَولناکیوں، مجرموں کا عذاب، مُتَّقی مسلمانوں کا ثواب اور جنت کے اوصاف اِجمالی طور پر بیان کئے گئے اور سورۂ رحمٰن میں یہ چیزیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: رحمٰن نے۔ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: رحمٰن نے، قرآن سکھایا۔

﴿ اَلرَّحْمٰنُ: رحمٰن۔﴾ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جب سورۂ فرقان کی آیت نمبر 60

www.dawateislami.net

نازل ہوئی جس میں رحمٰن کوسجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو کفارِ مکہ نے کہا کہ رحمٰن کیا ہے ہم نہیں جانتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃُ الرَّحمٰن نازل فرمائی کہ رحمٰن جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اہلِ مکہ نے جب کہا کہ محمد (مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک وَتعالٰی نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سکھایا۔[1]

سورۂ رحمٰن کی آیت نمبر 1 اور 2 سے حاصل ہونے والی معلومات

اِس معنی کے اعتبار سے ان آیات سے 5 باتیں معلوم ہوئیں،

(1)......قرآنِ پاک اللہ تعالٰی کی بہت بڑی نعمت ہے اسی لئے سب سے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔

(2)......حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس قرآن پاک بظاہر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے واسطے سے آیا لیکن درحقیقت اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قرآن سکھایا۔

(3)......مخلوق میں سے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کوئی استاذ نہیں بلکہ آپ کا علم مخلوق کے واسطے کے بغیر اللہ تعالٰی کی عطا سے ہے۔

(4)......حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قرآنِ پاک کے مُتَشابہات کا علم بھی دیا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالٰی نے سارا قرآن اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سکھا دیا تو اس میں متشابہات کا علم بھی آ گیا کہ یہ بھی قرآنِ پاک کا حصہ ہی ہیں۔

(5)......اللہ تعالٰی نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تمام اَشیاء کے نام سکھائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[2] ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اللہ تعالٰی نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیے۔

حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو زِرہ بنانا سکھائی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ[3] ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے تمہارے فائدے کیلئے اسے

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ١-٢، ٤/٢٠٨، ملخصاً.

2 ......بقرہ: ٣١.

3 ......انبیاء: ٨٠.

www.dawateislami.net

(جنگی) لباس کی صنعت سکھادی۔

حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پرندوں کی زبان سکھائی، جیسا کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (1)
ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو طب، تورات اور انجیل کا علم عطا فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ (2)
ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا۔

حضرت خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو علمِ لدُنی عطا فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (3)
ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔

اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جو کچھ سکھایا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

اَلرَّحْمٰنُ ۙ(۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ
ترجمۂ کنزُالعِرفان: رحمٰن نے قرآن سکھایا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (4)
ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو حکمت والے، علم والے کی طرف سے قرآن سکھایا جاتا ہے۔

اور ایک جگہ واضح طور پر فرمادیا کہ

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (5)
ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور آپ کو وہ سب کچھ سکھادیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا علم تمام اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بلکہ

---

1 ...... نمل: ١٦.
2 ...... اٰل عمران: ٤٨.
3 ...... کهف: ٦٥.
4 ...... نمل: ٦.
5 ...... النساء: ١١٣.

www.dawateislami.net

تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَۙ(۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ(۴)

ترجمۂ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن کا بیان اُنہیں سکھایا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: انسان کو پیدا کیا۔ اسے بیان سکھایا۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ: انسان کو پیدا کیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ''انسان'' اور ''بیان'' کے مِصداق کے بارے میں مفسرین کے مختلف قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد دو عالَم کے سردار محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہیں اور بیان سے ''مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ'' یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوّلین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور بیان سے مراد تمام چیزوں کے اَسماء اور تمام زبانوں کا بیان مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے اس کی جنس یعنی حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی تمام اولاد مراد ہے اور بیان سے مراد گفتگو کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔(1)

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۪(۵)

ترجمۂ کنزالایمان: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ: سورج اور چاند حساب سے ہیں۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالٰی نے آسمانی نعمتوں میں دو ایسی نعمتیں بیان فرمائیں جو ظاہری طور پر نظر آتی ہیں اور وہ نعمتیں سورج اور چاند ہیں، ان نعمتوں کی اہمیت کا اندازہ

(1)......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٣-٤، ٤/٢٠٨، صاوی، الرحمن، تحت الآیة: ٣-٤، ٦/٢٢٧٣-٢٢٧٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر سورج نہ ہوتا تو اندھیرا کبھی ختم ہی نہ ہوتا اور اگر چاند نہ ہوتا تو بہت ساری ظاہری نعمتیں ختم ہو کر رہ جاتیں اور ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ سورج اور چاند مُعَیَّن اندازے کے ساتھ اپنے بُروج اور مَنازل میں حرکت کرتے ہیں کیونکہ اگر سورج حرکت کرنے کی بجائے ایک ہی جگہ کھڑا رہے تو اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کی گردش لوگوں کو معلوم نہ ہو تو وہ معاملات ٹھیک طرح سے سرانجام نہیں دے سکتے اور ان کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اوقات کے حساب سالوں اور مہینوں کا شمار انہیں کی رفتار سے ہوتا ہے۔ (1)

وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ۝۶

ترجمۂ کنزالایمان: اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

﴿**وَ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ**: اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔﴾ یہاں ’’نجم‘‘ سے مراد زمین سے پیدا ہونے والی وہ نباتات ہیں جو تنا نہیں رکھتیں جیسے سبزہ اور انگور کی بیل وغیرہ اور ’’شجر‘‘ سے مراد وہ نباتات ہیں جو تنا رکھتی ہیں جیسے گندم، جو اور درخت وغیرہ اور ان کے سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے سائے سجدہ کرتے ہیں، اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ الشَّمَآىٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور کیا انہوں نے اس طرف نہ دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور وہ سائے عاجزی کررہے ہیں۔

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔ (3)

---

1 ......تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیۃ: ٥، ٣٣٩/١٠، مدارك، الرحمن، تحت الآیۃ: ٥، ص١١٩١، ملتقطاً.

2 ......نحل:٤٨.

3 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦، ٦٦٠/٥ ، تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦، ٣٤١/١٠، خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦، ٢٠٨/٤-٢٠٩، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

سبزے اور درختوں کی اہمیت

یادرہے کہ سبزے اور درخت زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اوران نعمتوں کی اہمیت کا کچھ اندازہ یوں لگاسکتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں توانسان رزق کے وافر حصے سے محروم ہوجائے گا اور جانوروں کا گوشت کھانے کو ترس جائے گا کیونکہ جانوروں کی نَشو ونُما انہیں سے ہوتی ہے اور جب یہ سبزے نہ ہوں گے تو جانور کیسے پلیں بڑھیں گے اور جب جانور پلیں بڑھیں گے نہیں توانسان ان کا گوشت کہاں سے حاصل کریں گے۔

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی۔ کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی۔ کہ تولنے میں ناانصافی نہ کرو۔

﴿ وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا: اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا۔﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو محل اور رتبے کے اعتبار سے بلند پیدا فرمایا ہے۔محل کے اعتبار سے بلندی تو ظاہر ہے کہ آسمان زمین سے اونچا ہے جبکہ رتبے کے اعتبار سے آسمان کی بلندی یہ ہے کہ وہ فرشتوں کا مَسکن ہے اور یہیں سے اللہ تعالیٰ کے اَحکام صادر ہوتے ہیں۔ (1)

﴿ وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ: اور ترازو رکھی۔﴾ ایک قول یہ ہے کہ یہاں میزان سے مراد عدل کرنا ہے،اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کے درمیان تمام معاملات میں) عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔اور ایک قول یہ ہے کہ میزان سے مراد وہ تمام آلات ہیں جن سے اَشیاء کا وزن کیا جائے اور اُن کی مقداریں معلوم ہوسکیں جیسے ترازو، اَشیاء ناپنے کے آلات اور پیمانے وغیرہ۔اس صورت میں آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اَشیاء ناپنے اور تولنے کے آلات پیدا فرمائے اور اپنے بندوں پر لین دین کے معاملات میں عدل قائم رکھنے اور برابری کرنے کے اَحکام نافذ فرمائے تاکہ وہ ناپ تول میں ناانصافی نہ کریں اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ (2)

1 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ٧، ٥/٦٦١، ملخصاً.

2 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٧-٨، ٤/٢٠٩، مدارك، الرحمن، تحت الآية: ٧-٨، ص١١٩٢، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ناپنے تولنے کے آلات کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کی جس نعمت کا بیان اس آیت میں ہوا اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ لوگ اپنے ساتھ غَبن اور دھوکہ دِہی پسند نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ دوسرا شخص کسی چیز میں اس پر غالب آجائے چاہے وہ چیز معمولی سی ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا اگر ناپ تول کے معاملات میں عدل و انصاف اور برابری نہ ہو تو معاشرے میں جو جھگڑے اور فسادات برپا ہوں گے اور آپس میں جو بغض وعناد پیدا ہوگا وہ کسی عقلمند سے ڈھکا چھپا نہیں۔

حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''اے انسان! تو دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کر جس طرح تجھے پسند ہے کہ تیرے ساتھ انصاف کیا جائے اور تو دوسروں کو اسی طرح پورا پورا ناپ تول کر دے جیسے تجھے پورا پورا ناپ تول کر لینا پسند ہے کیونکہ عدل و انصاف ہی سے لوگوں کے حالات درست رہ سکتے ہیں۔ [1]

وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

﴿وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ: اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو۔﴾ یعنی جب تم لوگوں کے لئے کوئی چیز ناپو یا تولو تو انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو اور اس چیز کا وزن کم نہ کرو۔

ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیا گیا

ناپ تول میں انصاف کرنے کا حکم دیتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ **ترجمۂ کنزُالعِرفان:** اور جب ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور

[1] ......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیۃ: ۸، ۵۷۶/۱۱۔

www.dawateislami.net

الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا[1]

بالکل صحیح ترازو سے وزن کرو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۚ﴿۱۸۱﴾ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ﴿۱۸۲﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ[2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (اے لوگو!) ناپ پورا کرو اور ناپ تول کو گھٹانے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور بالکل درست ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

اور کم ناپنے تولنے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[3]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کم تولنے والوں کیلئے خرابی ہے۔ وہ لوگ کہ جب دوسرے لوگوں سے ناپ لیں تو پورا وصول کریں۔ اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیں تو کم کر دیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ انہیں اٹھایا جائے گا۔ ایک عظمت والے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ ربُّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا ’’اے مہاجرین! جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب کسی قوم میں بے حیائی کے کام اعلانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ

1 ...... بنی اسرائیل: ٣٥.
2 ...... شعراء: ١٨١-١٨٣.
3 ...... مطففین: ١-٦.

www.dawateislami.net

جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے، اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے غیروں میں سے دشمنوں کو مُسَلَّط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ چھین لیتے ہیں۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب مسلمان حکمران اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اور اللہ تعالیٰ کے اَحکام میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔ (1)

وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاكِهَةٌ ﳑ وَّ النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَ الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین رکھی مخلوق کے لیے۔ اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں۔ اور بُھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول۔ تو اے جن وانس! تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس نے مخلوق کے لیے زمین رکھی۔ اس میں پھل میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں۔ اور بھوسے والا اناج اور خوشبودار پھول ہیں۔ تو (اے جن وانسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ: اور اس نے مخلوق کے لیے زمین رکھی۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کے لئے زمین کو فرش کی طرح بچھا دیا جو اس میں رہتی اور بستی ہے تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور فائدے اٹھائیں۔

﴿فِیْهَا فَاكِهَةٌ: اس میں پھل میوے ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے چندوہ مَنافع بیان فرمائے ہیں جو اس نے مخلوق کے لئے زمین میں پیدا فرمائے ہیں، ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین میں بے شمار اَقسام کے پھل میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں جن میں بہت برکت ہے اور بھوسے والا اناج جیسے گندم اور جو وغیرہ پیدا فرمایا ہے، بھوسے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں اناج دیر تک محفوظ رہے گا اور جب تم اناج استعمال کر لو تو وہ بھوسا تمہارے

1 ......ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات، ٣٦٧/٤، الحديث: ٤٠١٩.

www.dawateislami.net

جانوروں کے چارے میں کام آئے گا اور زمین میں طرح طرح کے خوشبودار پھول پیدا فرمائے تا کہ ان کی خوشبو سونگھ کر تمہیں فرحت حاصل ہو اور وہ پھول تمہاری زیب و زینت میں کام آئیں۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو اے جن و انسان! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن و اِنس کے گروہ! جو نعمتیں تمہارے سامنے بیان کی گئیں، ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (1)

ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اُسلوب

اس سورۂ مبارکہ میں یہ آیت **31** بار آئی ہے اور اس سورت میں بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہ ہدایت اور نصیحت کرنے کا بہترین اُسلوب ہے اور اس اُسلوب کو اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سننے والے کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور کوتاہی کا حال معلوم ہو جائے کہ اُس نے کس قدر نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے اپنے کرتوتوں پر شرم آئے اور اس طرح وہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور فرمانبرداری کرنے کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے شمار نعمتیں ہیں۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے سورۂ رحمٰن شروع سے لے کر آخر تک پڑھی۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ یہ سورت سن کر خاموش رہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’میں نے یہ سورت جِنّات کو سنائی تو انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا، جب میں یہ آیت ’’فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ‘‘ پڑھتا تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، ہم تیری کسی نعمت کو بھی نہیں جھٹلاتے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ (2)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِۙ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

❶......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیۃ: ۱۳، ۱۱/ ۵۸۱۔

❷......ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الرحمن، ۵/ ۱۹۰، الحدیث: ۳۳۰۲۔

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس نے انسان کو ٹھیکری جیسی بجنے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ: اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا۔﴾ یہاں انسان سے مراد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیدائش کی کَیفیّت کا ایک انداز بیان فرمایا ہے،

قرآنِ پاک میں دیگر مقامات پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیدائش کی کیفیت کے اور انداز بھی بیان فرمائے گئے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے انہیں چپکنے والی مٹی سے بنایا۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (4)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک ہم نے انسان کو خشک بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو ایسے سیاہ گارے کی تھی جس سے بُو آتی تھی۔

ان سب آیات کا معنی ایک ہی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیدائش سے پہلے ہر قسم کی مٹی جمع فرمائی گئی، پھر اسے پانی سے گوندھا گیا تو وہ مٹی ایسا سیاہ گارہ بن گئی جس سے بو آتی تھی، اس سے اللہ تعالیٰ

---

1 ......مؤمن: ۶۷.
2 ......مؤمنون: ۱۲.
3 ......صافات: ۱۱.
4 ......حجر: ۲۶.

www.dawateislami.net

نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جسم مبارک بنایا اور جب وہ مٹی خشک ہوگئی تو ہوا گزرنے کی وجہ سے ٹھیکری کی طرح بجنے لگی۔

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس نے جن کو بغیر دھویں والی آگ کے خالص شعلے سے پیدا کیا۔تو (اے جن وانسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ: اور اس نے جن کو بغیر دھویں والی آگ کے خالص شعلے سے پیدا کیا۔﴾ یہاں جن سے مراد ابلیس ہے۔[1]

ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پہلے آگ سے پیدا فرمایا، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ[2] ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے اس سے پہلے جن کو بغیر دھویں والی آگ سے پیدا کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، ابلیس کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح تمہارے سامنے (اللہ تعالیٰ نے قرآن میں) بیان کیا۔[3]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو اے جن وانسان! تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے

1 ......جلالین، الرحمن، تحت الآیۃ: ١٥، ص ٤٤٤.

2 ......حجر: ٢٧.

3 ......مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب فی احادیث متفرقۃ، ص ١٥٩٧، الحدیث: ٦٠(٢٩٩٦).

www.dawateislami.net

جن وانسان کے گروہ! تمہاری تخلیق کی مختلف ہیئتوں میں اللہ تعالیٰ نے تم پر جو نعمتیں فرمائیں حتّٰی کہ تمہیں مُرَکَّبات میں سے افضل اور کائنات کا خلاصہ بنا دیا، ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (1)

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾

ترجمۂ کنزالایمان: دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھّم کا رب۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ: وہ دونوں مشرقوں کا رب ہے۔﴾ اس آیت میں دونوں مشرق اور دونوں مغرب سے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں سورج طلوع اور غروب ہونے کے دونوں مقام مراد ہیں۔ (2)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی سردی اور گرمی کے دونوں مشرقوں اور مغربوں میں جو بے شمار فوائد ہیں جیسے ہوا کا مُعتدل ہونا، مختلف موسموں جیسے سردی گرمی بہار اور خزاں کا آنا اور ہر موسم کی مناسبت سے مختلف چیزوں کا پیدا ہونا وغیرہ، تو ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (3)

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿١٩﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾

---

1 ...... بیضاوی، الرحمن، تحت الآیة: ١٦، ٥/٢٧٥.
2 ...... خازن، الرحمن، تحت الآیة: ١٧، ٤/٢١٠.
3 ...... بیضاوی، الرحمن، تحت الآیة: ١٨، ٥/٢٧٥.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔ اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں ملے ہوئے (لگتے) ہیں۔ ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان سمندروں سے موتی اور مرجان (موتی) نکلتا ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ: اس نے دو سمندر بہائے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میٹھے اور کھاری دو ایسے سمندر بہائے کہ دیکھنے میں ان کی سطح آپس میں ملی ہوئی لگتی ہے کیونکہ ان کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے ظاہری طور پر کوئی چیز حائل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے درمیان ایک آڑ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے بلکہ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور دونوں میں سے کسی کا ذائقہ بھی تبدیل نہیں ہوتا حالانکہ پانی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ دوسرے پانی میں فوراً مل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی تبدیل کر دیتا ہے۔

میٹھے اور کھاری سمندروں کا ذکر

ان سمندروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌۚ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (1)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا (ان میں) یہ (ایک) میٹھا نہایت شیریں ہے اور یہ (ایک) کھاری نہایت تلخ ہے اور ان کے بیچ میں اس نے ایک پردہ اور روکی ہوئی آڑ بنا دی۔

اور ارشاد فرمایا:

وَ مَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دونوں سمندر برابر نہیں (ان میں

1 ...... فرقان: ٥٣.

www.dawateislami.net

شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَاۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (1)

سے ایک) یہ میٹھا خوب میٹھا ہے اس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) نمکین بہت کڑوا ہے اور (ان دونوں سمندروں میں سے) ہر ایک سے تم (مچھلی کا) تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیور (قیمتی موتی) نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اس میں پانی کو چیرتے ہوئے دیکھے گا تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن وانسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے میٹھے اور کھاری دو سمندر بہا کر اور ان میں تمہارے پہننے کا زیور رکھ کر تم پر جو انعام کیا، تم ان نعمتوں میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (2)

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان سمندروں میں مَنافع پیدا فرما کر تم پر جو انعام کیا تم ان نعمتوں میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (3)

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِۚ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

1 ......فاطر: ۱۲.
2 ......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیة: ۲۱، ۱۱/۵۸۸.
3 ......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیة: ۲۳، ۱۱/۵۹۰.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دریا میں پہاڑوں جیسی اٹھی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ :اور دریا میں پہاڑوں جیسی اٹھی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں۔﴾ یعنی جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور کاریگری کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔(1)

﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ :تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لئے سمندر میں (پہاڑوں کی مانند) بڑی بڑی کشتیاں جاری فرما کر تم پر جو انعام فرمایا،تم ان نعمتوں میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟(2)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾

ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے۔اور تمہارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ :زمین پر جتنی مخلوق ہے سب فنا ہونے والی ہے۔﴾ یعنی زمین پر جتنے جاندار ہیں سب ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ دنیا میں انسان (اور دیگر جانداروں) کا وجود عارضی ہے لہٰذا وہ باقی نہیں رہے گا اور جو چیز باقی نہ رہے وہ

---

1 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ٢٤، ٥/٦٦٣.

2 ......تفسير طبرى، الرحمن، تحت الآية: ٢٥، ١١/٥٩١.

www.dawateislami.net

فانی ہوتی ہے۔[1]

ہر جاندار کو ایک دن دنیا سے رخصت ضرور ہونا ہے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ انسان ہلاک ہو گئے اور جب یہ آیت "كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ" نازل ہوئی تو فرشتوں کو اپنی موت کا بھی یقین ہو گیا۔[2]

﴿وَّ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ: اور تمہارے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات باقی رہے گی۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، زمین پر موجود تمام مخلوق فنا ہو جائے گی اور صرف تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کی ذات باقی رہے گی جو عظمت و کبریائی والی ہے اور وہ اپنی عظمت و جلالت کے باوجود اپنے اَنبیاء، اولیاء اور اہلِ ایمان پر لطف و کرم فرمائے گا اور مخلوق کے فنا ہونے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور انہیں اَبدی زندگی عطا فرمائے گا۔[3]

سورۂ رحمٰن کی آیت نمبر 27 کے آخری الفاظ "ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ" کی برکت

اس آیت کے آخری الفاظ کو اپنی دعا میں شامل کرنے کی برکت سے دعا قبول ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اس دعا ''یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَام'' کو لازم پکڑ لو اور اس کی کثرت کیا کرو۔[4]

اور حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو ''یَاذَاالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَام'' کہہ رہا تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''بے شک تیری دعا قبول کر لی جائے گی تو دعا مانگ۔[5]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی جو نعمتیں سب کے فنا ہونے پر مُرَتَّب ہیں جیسے دوبارہ زندہ ہونا، دائمی زندگی ملنا اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں عطا ہونا وغیرہ، تم دونوں ان میں سے

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٢٦، ٤/٢١٠.
2 ......روح البيان، الرحمن، تحت الآية: ٢٦، ٩/٢٩٧-٢٩٨.
3 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٢٧، ٤/٢١١، ملتقطاً.
4 ......ترمذى، كتاب الدعوات، ٩١-باب، ٥/٣١١، الحديث: ٣٥٣٥.
5 ......مصنف ابن ابی شيبه، كتاب الدعاء، ما ذكر فيمن سأل النبي صلى الله عليه وسلم ان يعلّمه ما يدعو به فعلّمه، ٧/٥٦، الحديث:٧.

www.dawateislami.net

اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[1]

فنا ہونا بھی ایک اعتبار سے نعمت ہے

حضرت عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "فنا ہونا اس اعتبار سے نعمت ہے کہ ایمان والے موت کے بعد اَبدی اور سَرمدی نعمتوں کو پائیں گے۔[2]

جیسا کہ حضرت ابوقتادہ بن ربعی انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: "مُسْتَرِیْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، مُسْتَرِیْحٌ اور مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: "مومن بندہ جب مرتا ہے تو وہ مصیبتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں جانا چاہتا ہے اور بدکار آدمی جب مرتا ہے تو اس کے مرجانے سے اللہ تعالیٰ کے بندے، شہر، درخت اور جانور بھی راحت پانا چاہتے ہیں۔[3]

اور حضرت یحیٰی بن معاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "موت کو خوش آمدید ہو کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو حبیب کو حبیب کے قریب کردیتی ہے۔[4]

يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍۚ (۲۹)
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اُسے ہر دن ایک کام ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

---

1 ......بیضاوی، الرحمن، تحت الآیة: ٢٨، ٥/٢٧٦.
2 ......مدارك، الرحمن، تحت الآیة: ٢٨، ص١١٩٣.
3 ......بخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، ٤/٢٥٠، الحدیث: ٦٥١٢.
4 ......مدارك، الرحمن، تحت الآیة: ٢٨، ص١١٩٣.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اسی کے سوالی ہیں، وہ ہر دن کسی کام میں ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ یَسْــٴَـلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اسی کے سوالی ہیں۔﴾ یعنی آسمانوں میں رہنے والے فرشتے ہوں یا زمین پر بسنے والے جن، انسان یا اور کوئی مخلوق، الغرض کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں بلکہ سب کے سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبانِ حال اور قال سے اسی کی بارگاہ کے سوالی ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال کی طرف اشارہ ہے کہ ہر مخلوق چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، وہ اپنی ضروریّات کو از خود پورا کرنے سے عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ (1)

﴿ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ: وہ ہر دن کسی کام میں ہے۔﴾ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہفتے کے دن کوئی کام نہیں کرتا، چنانچہ اس آیت میں ان کے قول کا باطل ہونا ظاہر فرمایا گیا۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے، کسی کو روزی دیتا ہے، کسی کو مارتا ہے اور کسی کو زندہ کرتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے اور کسی کو ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے، کسی کو مالدار کرتا ہے اور کسی کو محتاج، کسی کے گناہ بخشتا ہے اور کسی کی تکلیف دور کرتا ہے۔ (2)

یہاں اسی سے متعلق دو اَحادیث اور ایک حکایت ملاحظہ ہو،

(1)......حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس آیت "كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ بخشتا ہے، مَصائب و آلام دور کرتا ہے، کسی قوم کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کسی قوم کو پستی سے دوچار کر دیتا ہے۔ (3)

(2)......حضرت عبید بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس آیت "كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" کے بارے میں مروی ہے "اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ پریشان حال کی پریشانی دور کرتا ہے، دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، مریض کو شفا دیتا

1......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٢٩، ٢١١/٤، جلالين، الرحمن، تحت الآية: ٢٩، ص ٤٤٤، ملتقطاً.

2......جلالين، الرحمن، تحت الآية: ٢٩، ص ٤٤٤، خازن، الرحمن، تحت الآية: ٢٩، ٢١١/٤، ملتقطاً.

3......ابن ماجه، كتاب السنّة، باب فيما انكرت الجهمية، ١٣٣/١، الحديث: ٢٠٢.

www.dawateislami.net

ہے اور مانگنے والے کو عطا کرتا ہے۔[1]

منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تو اُس نے ایک دن کی مہلت چاہی اور انتہائی پریشان وغمزدہ ہوکر اپنے مکان پر چلا آیا۔ اس کے ایک حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا: اے میرے آقا! آپ کو کیا مصیبت پیش آئی ہے؟ بیان تو کیجئے۔ جب وزیر نے ساری بات اس کے سامنے بیان کر دی تو غلام نے کہا ''میں اس کے معنی بادشاہ کو سمجھا دوں گا۔ وزیر نے اس حبشی غلام کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا: اے بادشاہ! اللّٰہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں، مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ، بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے، مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار بناتا ہے۔ بادشاہ کو غلام کا جواب بہت پسند آیا اور اس نے وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو وزارت کی خِلعت پہنا دے۔ غلام نے وزیر سے کہا: اے آقا! یہ بھی اللّٰہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔[2]

نوٹ: اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کیلئے ''مصروف'' اور ''مشغول'' کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن وانسان کے گروہ! اللّٰہ تعالیٰ کے جو احسانات بیان ہوئے ان کا مشاہدہ کرنے کے باوجود تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[3]

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ۔ تو اپنے رب

---

1 ......مصنف ابن ابی شيبه، كتاب الزهد، كلام عبيد بن عمير، ۸/۲۲۸، الحديث: ۹.

2 ......مدارك، الرحمن، تحت الآية: ۲۹، ص۱۱۹٤.

3 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ۳۰، ۵/٦٦٤.

www.dawateislami.net

کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! ابھی ہم تمہارے حساب کا قصد فرمائیں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ: اے جن اور انسانوں کے گروہ!۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو خوف دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے جن اور انسانوں کے گروہ! عنقریب ہم تم سے حساب لینے اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دینے کا قصد فرمائیں گے۔

جِنّات اور انسانوں کو " ثَقَلَانِ " فرمانے کی وجوہات

مفسرین نے جنوں اور انسانوں کو " ثَقَلَانِ " فرمائے جانے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں، ان میں تین وجوہات درج ذیل ہیں:

(1)...... زمین پر موجود دیگر مخلوق کے مقابلے میں صرف جنوں اور انسانوں کو شرعی اَحکام کا مُکَلَّف بنایا گیا، ان کی اس عظمت کی وجہ سے انہیں " ثَقَلَانِ " فرمایا گیا۔

(2)...... زندگی اور موت دونوں صورتوں میں زمین پر ان کا وزن ہے، اس لئے انہیں " ثَقَلَانِ " فرمایا گیا۔

(3)...... انہیں " ثَقَلَانِ " اس لئے فرمایا گیا کہ یہ گناہوں کی وجہ سے بھاری ہیں۔ [1]

تمام انسانوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں تمام انسانوں کے لئے نصیحت ہے کہ دنیا میں وہ جیسے چاہیں زندگی گزاریں لیکن مرنے کے بعد انہیں بہرحال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کئے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر جس طرح کے عمل کئے ہوں گے اسی طرح کی جزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔

نوٹ: اس مقام پر ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے " فارغ " کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ مصروفیت اور فراغت کے وصف سے پاک ہے۔ اس لئے یہاں آیت میں " سَنَفْرُغُ " سے اس کا حقیقی معنی

[1] ...... قرطبی، الرحمن، تحت الآیة: ۳۱، ۹/۱۲۵، الجزء السابع عشر، ملخصاً۔

www.dawateislami.net

’’فراغت‘‘ مراد نہیں بلکہ اس کا مجازی معنیٰ ’’قصد کرنا‘‘ مراد ہے۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ کا دیگر نعمتیں عطا کرنے کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن اعمال کے حساب کے معاملے میں تمہیں تنبیہ کرنا بھی ایک نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے اقوال اور اعمال کے ذریعے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[1]

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے جنّ و انسان کے گروہ اگر تم سے ہوسکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے اُسی کی سلطنت ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! اگر تم سے ہوسکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، تم جہاں نکل کر جاؤ گے (وہاں) اسی کی سلطنت ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ: اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میری قضاء سے بھاگ سکتے ہو، میری سلطنت اور میرے آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو ان سے نکل جاؤ اور اپنی جانوں کو میرے عذاب سے بچا لو لیکن تم اس بات پر قادر ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ تم جہاں بھی جاؤ گے وہیں میری سلطنت ہے۔ یہ حکم جنوں اور انسانوں کا عجز ظاہر کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔[2]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے

1 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآیۃ: ٣٢، ٥/٦٦٤، ملخصاً.

2 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآیۃ: ٣٣، ٥/٦٦٤، جلالین، الرحمن، تحت الآیۃ: ٣٣، ص٤٤٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

گروہ! اللہ تعالیٰ نے سزا دینے پر قادر ہونے کے باوجود تمہیں تنبیہ کرکے، اپنے عذاب سے ڈرا کر، تم پر آسانی فرما کر اور تمہیں معافی سے نواز کر تم پر جو انعامات فرمائے، تم دونوں ان میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (1)

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ﳔ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا تو تم ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکو گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ﳔ وَّ نُحَاسٌ: تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے (کافر) جن اور انسان! قیامت کے دن جب تم قبروں سے نکلو گے تو تم پر آگ کا بغیر دھویں والا خالص شعلہ اور بغیر شعلے والا کالا دھواں بھیجا جائے گا تو اس وقت تم اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرسکو گے بلکہ یہ آگ کا شعلہ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے۔ (2)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: حضرت مترجم قُدِّسَ سِرُّہٗ (یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے فرمایا: ''لَپٹ (یعنی شعلے) میں دھواں ہو تو اس کے سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ (اس میں) زمین کے (وہ) اجزاء شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا

1 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ٣٤، ٥/٦٦٤، ملخصاً.

2 ......مدارك، الرحمن، تحت الآية: ٣٥، ص١١٩٥، خازن، الرحمن، تحت الآية: ٣٥، ٤/٢١٢، جلالين، الرحمن، تحت الآية: ٣٥، ص٤٤٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے، ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے سب اجزاء جلانے والے (ہوں گے) اور بے لپٹ کا دھواں (بھیجا جائے گا) جو سخت کالا، اندھیرا (ہوگا) اور (ہم اس عذاب سے) اسی کے وجہ کریم کی پناہ (چاہتے ہیں)۔[1]

یاد رہے کہ پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللّٰہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تا کہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچایا جا سکے۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! کافر اور گناہگار کا انجام پہلے سے بیان کر دینا اللّٰہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور نعمت ہے تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟[2]

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول جیسا (سرخ) ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ پھر جب قیامت کے دن آسمان اس طرح پھٹ جائے گا کہ جگہ جگہ سے چِرا ہوا ہوگا اور اس کا رنگ گلاب کے پھول کی طرح اور ایسا سرخ ہوگا جیسے بکرے کی رنگی

1 ......خزائن العرفان، الرحمٰن، تحت الآیۃ: ۳۵، ص۹۸۳۔

2 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ٣٦، ٥/٦٦٥.

ہوئی کھال ہوتی ہے تو یہ ایسا ہَولناک منظر ہوگا جسے بول کر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (1)

قیامت کے ہَولناک مناظِر کے بارے میں پڑھ کر رونا

امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی مشہور تفسیر ''درمنثور'' میں نقل کرتے ہیں ''ایک مرتبہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے، وہ نوجوان یہ آیت '' فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ'' پڑھ رہا تھا، آپ وہیں رک گئے اور دیکھا کہ اس نوجوان پر کپکپی طاری ہوگئی ہے اور آنسوؤں نے اس کا گلا بند کر دیا ہے، وہ روتا رہا اور یہی کہتا رہا: اس دن میری خرابی ہوگی جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس نوجوان سے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تیرے رونے کی وجہ سے فرشتے بھی روئے ہیں۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں قیامت کے ہَولناک مناظر بیان کئے گئے ہیں، ان کی تلاوت کرتے وقت خوفزدہ ہونا ہمارے بزرگانِ دین کا طریقہ ہے، لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ایسے مقامات کی تلاوت کرتے وقت دل میں خوف پیدا کرنے اور آنسو بہانے کی کوشش کرنی اور اللہ تعالٰی سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہمیں قیامت کی ہَولناکیوں اور شدّتوں میں امن و سکون نصیب فرمائے، اٰمین۔

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴾ یعنی جب قیامت کے دن آسمان اللہ تعالٰی کی ہیبت سے پھٹ جائیں گے اور اللہ تعالٰی مخلوق کے حساب کا حکم دے گا تو اس وقت وہی تمہیں قیامت کے دن کی ہَولناکیوں سے نجات دے گا، تو اے جن و انسان! تم دونوں اس نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ (3)

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ۚ﴿۳۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾

1 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۳۷، ۹/ ۳۰۲، ملخصاً.

2 ......در منثور، الرحمن، تحت الآیة: ۳۷، ۷/ ۷۰۳.

3 ......تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ۳۸، ۳/ ۳۰۹.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو اس دن کسی آدمی اور جن سے اس کے گناہ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فَيَوْمَئِذٍ: تو اس دن۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے اور آسمان پھٹے گا تو اس دن فرشتے مجرموں سے دریافت نہیں کریں گے بلکہ ان کی صورتیں دیکھ کر ہی انہیں پہچان لیں گے اور ان سے سوال دوسرے وقت میں ہوگا جب کہ لوگ حساب کے مقام میں جمع ہوں گے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن آسمان پھٹے گا تو اس دن قبروں سے نکلتے ہی فوراً کسی آدمی اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا بلکہ جب وہ حساب کی جگہ میں اکٹھے ہوں گے تو اس وقت ان سے پوچھا جائے گا۔[1]

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تمہیں ان چیزوں کی خبر دینا جن سے ڈر کر تم گناہوں سے باز آ جاؤ اور دنیا میں ہی اللہ تعالٰی کی اطاعت کر لو، یہ بھی اللہ تعالٰی کی ایک نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[2]

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٣٩، ٤/٢١٢، روح البيان، الرحمن، تحت الآية: ٣٩، ٩/٣٠٣، صاوی، الرحمن، تحت الآية: ٣٩، ٦/٢٠٨٠، ملتقطاً.

2 ......ابو سعود، الرحمن، تحت الآية: ٤٠، ٥/٦٦٥، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے تو انہیں پیشانی اور پاؤں سے پکڑا جائے گا۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ: مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) مجرم اپنے چہروں سے اس طرح پہچانے جائیں گے کہ اُن کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہوں گی، تو حساب کے بعد جہنم کے خازن انہیں پکڑیں گے اور ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیں گے اور ان کے پاؤں پیٹھ کے پیچھے سے لا کر پیشانیوں سے ملا دیں گے، پھر انہیں چہروں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مجرم پیشانیوں سے گھسیٹے جائیں گے اور بعض پاؤں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (1)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! فرشتوں کا تم میں سے مجرموں اور اطاعت گزاروں کو ان کی علامات سے پہچان لینا اور صرف مجرموں کو ذلت اور توہین سے دوچار کرنا اور اطاعت گزاروں کو محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (2)

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

وقف لازم ۲ ع ۱۲

ترجمۂ کنزُالایمان: یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں۔ پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے۔ جہنمی جہنم اور انتہائی کھولتے ہوئے پانی میں چکر لگائیں گے۔

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٤١، ٤/٢١٣، تفسير سمرقندى، الرحمن، تحت الآية: ٤١، ٣/٣٠٩، ملتقطاً.

2 ......تفسير طبرى، الرحمن، تحت الآية: ٤٢، ١١/٦٠٠.

www.dawateislami.net

تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ: یہ وہ جہنم ہے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے وہ ان سے دور نہیں بلکہ ان کے قریب ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب کفار جہنم کے قریب ہوں گے تو اس وقت جہنم کے خازن ان سے کہیں گے کہ یہ وہ جہنم ہے جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔ (1)

﴿يَطُوْفُوْنَ: جہنمی چکر لگائیں گے۔﴾ اس آیت میں جہنمیوں کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جہنمی جہنم اور اس کے انتہائی کھولتے ہوئے پانی میں چکر لگائیں گے۔ اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ جب وہ جہنم کی آگ سے جل بُھن کر فریاد کریں گے تو اُنہیں اس جگہ لے جایا جائے گا جہاں کھولتے ہوئے پانی کا چشمہ ہے، وہاں انہیں جلتا اور کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور جب اس عذاب پر فریاد کریں گے تو انہیں اس جگہ لے جایا جائے گا جہاں آگ کا عذاب ہے۔ دوسری صورت یہ ہوگی کہ جہنمیوں پر بھوک کا عذاب مُسلَّط کیا جائے گا، جب وہ کھانے کے لئے چیخیں گے تو انہیں تھوہڑ کھلایا جائے گا اور وہ ان کے حلق میں چبھ جائے گا، تب پانی کے لئے شور مچائیں گے تو پھر انہیں وہاں لے جایا جائے گا جہاں کھولتے پانی کا چشمہ ہے۔ جب وہ پانی اپنے چہرے کے قریب کریں گے تو ان کے چہرے کا گوشت گل کر اس میں گر پڑے گا، پھر اسے پئیں گے تو وہ ان کے پیٹوں میں جوش مارے گا اور ان میں موجود ہر چیز نکال دے گا۔ پھر ان پر بھوک مُسلَّط کی جائے گی اور وہ اسی طرح جہنم کے ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں چکر لگائیں گے۔ (2)

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ کا اپنی نافرمانی کے اس انجام سے دنیا میں ہی آگاہ فرما دینا بھی اس کی نعمت ہے، تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾

1 ...... تفسیر کبیر، الرحمن، تحت الآیة: ٤٣، ١٠/٣٦٨، تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٤٣، ٣/٣٠٩، ملتقطاً.

2 ...... خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٤٤، ٤/٢١٣، جلالین، الرحمن، تحت الآیة: ٤٤، ص٤٤٥، تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٤٤، ٣/٣٠٩، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں بیان فرمائی ہیں جو اس نے اپنی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرنے والے متقی اور مومن بندوں کے لئے تیار فرمائی ہیں۔

اس آیت کا **ایک معنی** یہ ہے کہ جسے دنیا میں قیامت کے دن اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور حساب کی جگہ میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ گناہوں کو چھوڑ دے اور فرائض کی بجا آوری کرے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔ (1)

اس معنی کی تائید اس آیتِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ(۴۰) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ جو اس بات سے ڈرے کہ اس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ اس کے اعمال کی نگرانی رکھتا ہے اور اس خوف کی وجہ سے وہ بندہ گناہ چھوڑ دے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔

اس معنی کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے:

اَفَمَنْ هُوَ قَآىٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کیا وہ خدا جو ہر شخص پر اس کے اعمال

1 ......مدارك، الرحمن، تحت الآية: ٤٦، ص١١٩٥، خازن، الرحمن، تحت الآية: ٤٦، ٤/٢١٣، ملتقطاً.

2 ......نازعات: ٤٠، ٤١.

www.dawateislami.net

كَسَبَتْ [1] کی نگرانی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والے کو دو جنتیں ملنے کی وجوہات

دو جنتوں سے مراد جنتِ عَدن اور جنتِ نعیم ہے اور دو جنتیں ملنے کی وجوہات مفسرین نے مختلف بیان فرمائی ہیں۔

(1)......ایک جنت اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا صلہ ہے اور ایک نفسانی خواہشات ترک کرنے کا صلہ ہے۔

(2)......ایک جنت اس کے درست عقیدہ رکھنے کا صلہ ہے اور ایک جنت اس کے نیک اعمال کا صلہ ہے۔

(3)......ایک جنت اس کے فرمانبرداری کرنے کا صلہ ہے اور ایک جنت گناہ چھوڑ دینے کا صلہ ہے۔

(4)......ایک جنت ثواب کے طور پر ملے گی اور ایک جنت اللہ تعالیٰ کے فضل کے طور پر ملے گی۔

(5)......ایک جنت اس کی رہائش کے لئے ہوگی اور دوسری جنت اس کی بیویوں کی رہائش کے لئے ہوگی۔ [2]

اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنا خوف نصیب کرے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانۂ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا، حتّٰی کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نمازِ عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوبرُو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیئے بغیر نگاہیں جھکائے گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمانِ عالیشان یاد آ گیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جب شیطان کی طرف سے پرہیزگاروں کو کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً حکمِ خدا یاد کرتے

---

1 ......رعد: ٣٣.

2 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٤٦، ٢١٣/٤، صاوی، الرحمن، تحت الآية: ٤٦، ٢٠٨١/٦، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس آیتِ پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللّٰہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا، نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے جب اس آیتِ پاک کا ذکر کیا، تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللّٰہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا، اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل وکفن ودفن کا انتظام کر دیا گیا۔ صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اُس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ ’’آپ نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟ (تاکہ ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے)۔ اس نے عرض کی ’’امیرالمومنین! اس کا انتقال رات میں ہوا تھا (اور آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے بتانا مناسب معلوم نہ ہوا)۔ آپ نے فرمایا کہ ’’مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔‘‘ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

تو قبر میں سے اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا: یا امیرَ المومنین! بیشک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔‘‘(1)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! جب اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے اعمال کے ثواب کے لئے جنت بنائی ہے تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟(2)

ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾

1 ......ابن عساكر، ذكر من اسمه عمرو، عمرو بن جامع بن عمرو بن محمد... الخ، ٤٥ / ٤٥٠، ذمّ الهوى، الباب الثاني و الثلاثون في فضل من ذكر ربّه فترك ذنبه، ص ١٩٠-١٩١.

2 ......تفسير سمرقندي، الرحمن، تحت الآية: ٤٧، ٣ / ٣١٠.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: بہت سی ڈالوں والیاں ۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: شاخوں والی ہیں ۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ: شاخوں والی ہیں ۔﴾ یہاں سے ان دو جنتوں کے اوصاف بیان کئے جارہے ہیں ،چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ان جنتوں کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ دونوں جنتیں پھلوں سے لدی ہوئی شاخوں والی ہیں اور ہر شاخ میں قسم قسم کے میوے ہیں ۔(1)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اطاعت گزاروں کو ایسا ثواب دے کر اللّٰہ تعالیٰ نے جو تم پر انعام فرمایا تو ان میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟(2)

فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں دو چشمے بہتے ہیں ۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں ۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ: ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں ۔﴾ یہاں ان جنتوں کا ایک اور وصف بیان ہوا کہ ان میں سے ہر ایک جنت میں صاف اور میٹھے پانی کے دو چشمے بہہ رہے ہیں ،ان میں سے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا نام سَلْسَبِیل ہے۔بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایک چشمہ خراب نہ ہونے والے پانی کا ہے اور ایک چشمہ ایسی شراب کا ہے جو پینے والوں کے لئے لذّت بخش ہے۔(3)

1 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیۃ: ٤٨، ٩/٣٠٦، ملخصاً.
2 ......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیۃ: ٤٩، ١١/٦٠٤.
3 ......صاوی، الرحمن، تحت الآیۃ: ٥٠، ٦/٢٠٨٢.

www.dawateislami.net

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ چشمے عطا کرکے تمہاری نعمت میں اضافہ فرمایا تو تم اس کی قدرت اور نعمت کا انکار کیسے کرسکتے ہو اور تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[1]

فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ: ان دونوں جنتوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔﴾ دو قسموں سے مراد یہ ہے کہ بعض وہ پھل ہیں جو دنیا میں دیکھے گئے اور بعض وہ عجیب و غریب پھل ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ بعض پھل خشک ہیں اور بعض تر۔ یا یہ مراد ہے کہ بعض پھل خالص میٹھے ہیں اور بعض ترشی کی طرف مائل ہیں۔[2]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تم ان لذیذ نعمتوں میں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[3]

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

1 ......تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٥١، ٣/ ٣١٠.
2 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ٥٢، ٩/ ٣٠٦.
3 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ٥٣، ٩/ ٣٠٧.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزالایمان: ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قناویز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (جنتی) ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے اندرونی حصے موٹے ریشم کے ہیں اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍ: **بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔**﴾ یعنی جنتی لوگ بادشاہوں کی طرح آرام اور راحت سے ایسے بچھونوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہوں گے جن کے اندرونی حصے موٹے ریشم کے ہوں گے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”جب اس بچھونے کے اندرونی حصے کا یہ حال ہے تو ظاہری حصے کا کیا حال ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان بچھونوں کے اندرونی حصے کا حال تو بیان کر دیا لیکن ظاہری حصے کا بیان نہیں کیا کیونکہ زمین میں کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس سے ان کے ظاہری حصوں کا حال پہچانا جا سکے۔[2]

﴿وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ: **اور دونوں جنتوں کا پھل جھکا ہوا ہے۔**﴾ یعنی ان دونوں جنتوں کا پھل اتنا قریب ہوگا کہ کھڑا، بیٹھا اور لیٹا ہر شخص اسے چن لے گا جبکہ دنیا کے پھلوں میں یہ خاصیت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے کھڑے یا بیٹھے جیسے چاہیں گے اس کا پھل چن لیں گے۔[3]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: **تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟**﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! ان لذیذ اور باقی رہنے والی نعمتوں میں سے تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[4]

1 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ٥٤، ٩/٣٠٧.
2 ......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٥٤، ٤/٢١٣.
3 ......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٥٤، ٤/٢١٤.
4 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ٥٥، ٩/٣٠٧.

www.dawateislami.net

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ۚ﴿٥٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جنّ نے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان جنتوں میں وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، جنہیں ان کے شوہروں سے پہلے نہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ **فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ: ان جنتوں میں وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں۔** ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان جنتوں کے محلات میں جنّتی مَردوں کے لئے ایسی بیویاں ہوں گی جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور ان میں سے ہر ایک اپنے شوہر سے کہے گی: مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عزت وجلال کی قسم! جنت میں مجھے کوئی چیز تجھ سے زیادہ اچھی نہیں معلوم ہوتی، تو اس خدا عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے جس نے تمہیں میرا شوہر بنایا اور مجھے تمہاری بیوی بنایا۔ اور وہ بیویاں ایسی ہوں گی کہ انہیں ان کے جنّتی شوہروں کے علاوہ نہ کسی آدمی نے چھوا ہوگا اور نہ ہی کسی جن نے۔ ان بیویوں سے مراد حورِعین ہیں کیونکہ وہ جنت میں پیدا کی گئی ہیں، اس لئے ان کے شوہروں کے سوا انہیں کسی نے نہیں چھوا۔ بعض مفسرین نے فرمایا ان سے مراد دنیا کی عورتیں ہیں، انہیں دوبارہ کنواریاں پیدا کیا جائے گا اور اس پیدائش کے بعد انہیں ان کے شوہروں کے علاوہ کسی اور نے نہ چھوا ہوگا۔ (1)

آیت ”فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(1)......تقویٰ اور شرم وحیا عورت کا بہت بڑا کمال ہے۔

(1)......روح البیان، الرحمن، تحت الآیۃ: ٥٦، ٩/٣٠٧-٣٠٨، خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ٥٦، ٤/٢١٤، ملتقطاً.

www.dawateislami.net

(2)......اجنبی عورت کا متقی پرہیزگار مرد سے بھی پردہ ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے، مگر ان سے بھی پردہ ہوگا۔

(3)......پردہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو جنت میں بھی ہوگی۔

(4)......حوریں پیدا ہوچکی ہیں اور جنت کی تمام نعمتوں کی طرح وہ بھی موجود ہیں۔

(5)......حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اگرچہ جنت میں رہے اور وہاں کی نعمتیں کھائیں، مگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حوروں کی طرف مائل نہ ہوئے کیونکہ حوریں صرف جزا کے طور پر ملیں گی۔

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طبیعت کے موافق تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور وہ تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں دیکھتیں تو تم اللہ تعالیٰ کا انکار کس طرح کرتے ہو اور تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[1]

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: گویا وہ لعل اور مرجان (موتی) ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ: گویا وہ لعل اور مرجان (موتی) ہیں۔ ﴾ یعنی جنتی حوریں صفائی اور خوش رنگی میں لعل اور مونگے پتھر کی طرح ہیں۔[2]

جنّتی حوروں کی صفائی اور خوش رنگی

جنّتی حوروں کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''جنّتی عورتوں کی پنڈلیوں کی سفیدی ستر جوڑوں کے نیچے سے نظر آئے گی یہاں تک کہ پنڈلیوں کا گودا بھی نظر آئے گا اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ''

❶......تفسير سمرقندی، الرحمن، تحت الآية: ٥٧، ٣/ ٣١٠.

❷......مدارك، الرحمن، تحت الآية: ٥٨، ص١١٩٦.

www.dawateislami.net

اور یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر اس میں دھاگہ ڈال کر باہر سے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔ (1)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حورِعین کی پنڈلی کا مغز (لباس کے) ستر جوڑوں کے نیچے گوشت اور ہڈی کے پیچھے سے اس طرح نظر آتا ہے جس طرح شیشے کی صراحی میں سرخ شراب نظر آتی ہے۔ (2)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہوں کی لذّت ان حوروں کو دیکھنے میں رکھی تو تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت اور اس کی نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو اور تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (3)

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾

ترجمۂ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ: نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔﴾ یعنی جو (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرا اور دنیا میں اس نے اچھے عمل کئے اور اپنے رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس طرح احسان فرمائے گا کہ اسے اس کی دُنْیوی نیکیوں پر وہ جزا عطا فرمائے گا جو ان آیات میں بیان ہوئی۔ (4)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ جو ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه'' کا قائل ہو اور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت پر عامل ہو تو اس کی جزاء جنت ہے۔ (5)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے

1 ......ترمذی، کتاب صفة الجنّة والنار، باب فی صفة نساء اهل الجنّة، ٤/٢٣٩، الحدیث: ٢٥٤١.
2 ......کتاب الجامع فی آخر المصنف، باب الجنّة وصفتها، ١٠/٣٤٥، الحدیث: ٢١٠٣١.
3 ......تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٥٩، ٣/٣١١.
4 ......تفسیر طبری، الرحمن، تحت الآیة: ٦٠، ١١/٦٠٩.
5 ......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٦٠، ٤/٢١٤.

www.dawateislami.net

گروہ! تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو حالانکہ اس نے تمہاری نیکی کا ثواب جنت رکھی اور اسے تمہارے سامنے بیان کر دیا تاکہ تم نیک اعمال کرکے اللہ تعالیٰ کے ثواب اور اس کے احسان کو پالو۔ (1)

وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان کے علاوہ دو جنتیں (اور) ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ: اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔﴾ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر اوپر گزرا ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے مرتبے، مقام اور فضیلت میں کم ہیں۔ (2)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''دو جنتیں تو ایسی ہیں جن کے برتن اور سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ جن کے برتن اور سامان سونے کے ہیں۔ (3)

امام ضحاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''پہلی دو جنتیں سونے اور چاندی کی اور دُوسری دو جنتیں یاقوت اور زَبَرجَد کی ہیں۔ (4)

جن جنتوں کا اس آیت میں بیان ہوا ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ دائیں جانب والوں کے لئے ہیں کیونکہ ان کا مرتبہ ان لوگوں سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں جنتیں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرنے والوں کے لئے ہیں۔ (5)

---

1 ...... تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦١، ٣/٣١١.

2 ...... روح البیان، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦٢، ٩/٣١٠، ملخصاً.

3 ...... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الرحمن، باب ومن دونهما جنّتان، ٣/٣٤٤، الحدیث: ٤٨٧٨.

4 ...... خازن، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦٢، ٤/٢١٥.

5 ...... صاوی، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦٢، ٦/٢٠٨٤.

www.dawateislami.net

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: توتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن وانسان کے گروہ! اللّٰہ تعالیٰ نے پہلے متقی لوگوں کے لئے دوجنتوں کا ذکر فرمایا اور اب ان کی فضیلت و کرامت میں اضافہ کرتے ہوئے دو اور جنتوں کا ذکر فرمایا تو تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرامت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ (1)

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ دونوں جنتیں نہایت سبز درختوں کی وجہ سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿ مُدْهَآمَّتٰنِ: وہ دونوں جنتیں نہایت سبز درختوں کی وجہ سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔﴾ اس آیت میں ان جنتوں کا وصف بیان کیا گیا ہے کہ ان کے درختوں کے پتے اتنے سبز ہیں کہ وہ سیاہی کی جھلک دے رہے ہیں۔

سبز رنگ کا فائدہ

یہ انتہائی خوشنما رنگ ہے اور نورِ نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ حضرت جابر بن عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’سبز رنگ کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (2)

﴿ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: توتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسانوں کے گروہ! اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سبز جنتیں بنائیں کیونکہ سبز رنگ کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے تو تم اس کی وحدانیّت کا انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ (3)

1 ......تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٦٣، ٣/٣١١.

2 ......مسند الشهاب، الباب الاول، النظر الی الخضرة یزید فی البصر... الخ، ١/١٩٣، الحدیث: ٢٨٩.

3 ......تفسیر سمرقندی، الرحمن، تحت الآیة: ٦٥، ٣/٣١١.

www.dawateislami.net

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان میں دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ: ان میں دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔﴾ یعنی ان دونوں جنتوں میں پانی کے چھلکتے ہوئے دو چشمے ہیں جن کا پانی ٹوٹتا نہیں۔

حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جنتوں میں اہلِ جنت پر خیر و برکت کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔

اور حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جنتوں میں اللّٰہ تعالیٰ کے پیاروں پر مشک اور کافور (کی خوشبو) کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔

اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ’’اہلِ جنت کے گھروں میں مشک اور عنبر (کی خوشبو) کے ساتھ پانی کے دو چھلکتے ہوئے چشمے ہیں۔ (1)

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تم میں سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایسا عظیم ثواب عطا کر کے اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر انعام کیا تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (2)

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآية: ٦٦، ٤/٢١٥.

2 ......تفسير طبرى، الرحمن، تحت الآية: ٦٧، ١١/٦١٣.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان جنتوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿وَ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ: اور کھجوریں اور انار۔﴾ یعنی جنتوں میں ہر طرح کے میوے ہوں گے۔ کھجور اور انار اگرچہ میوے میں داخل ہے لیکن ان کی فضیلت اور شرف کی وجہ سے انہیں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔[1]

کھجور اور انار کے فضائل

یہاں آیت میں کھجور اور انار کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا، اسی مناسبت سے ہم یہاں کھجور اور انار کے چند فضائل بیان کرتے ہیں، چنانچہ

حضرت عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''درختوں میں سے ایک ایسا بھی ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال ایک مسلمان جیسی ہے، مجھے بتاؤ وہ کونسا ہے؟ لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے اور مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن مجھے (بولنے سے) شرم آئی (کیونکہ اس وقت بڑے بڑے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ موجود تھے) پھر لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ خود بتا دیجئے کہ وہ کونسا درخت ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔[2]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، اے عائشہ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، آپ نے یہ کلمات دو یا تین بار ارشاد فرمائے۔[3]

مروی ہے کہ حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا ''مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ زمین میں ایسا کوئی انار نہیں جس کے دانوں میں جنتی انار کے دانوں سے پیوند کاری نہ کی گئی ہو۔[4]

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ٦٨، ٤/٢١٥.
2 ......بخاری، کتاب العلم، باب قول المحدّث: حدّثنا او اخبرنا... الخ، ١/٣٧، الحدیث: ٦١.
3 ......مسلم، کتاب الاشربة، باب فی ادخال التمر ونحوه من الاقوات للعیال، ص١١٣١، الحدیث: ١٥٣(٢٠٤٦).
4 ......معجم الکبیر، ومن مناقب عبد اللّٰہ بن عباس واخباره، ١٠/٢٦٣، الحدیث: ١٠٦١١.

www.dawateislami.net

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: توتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسے پھل پیدا کئے جنہیں کھانے سے تمہیں لذت حاصل ہوتی ہے تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[1]

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان میں اچھے اخلاق والی، حسین شکل والی عورتیں ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿فِیْهِنَّ: ان میں عورتیں ہیں۔﴾ یعنی ان دونوں جنتوں میں اخلاق کے اعتبار سے اچھی اور صورت کے اعتبار سے حسین وجمیل عورتیں ہیں۔[2]

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ’’جنت میں حورِعین یہ نغمہ گائیں گی ’’نَحْنُ الْخَیْرَاتُ الْحِسَانُ حُبِسْنَا لِاَزْوَاجٍ کِرَامٍ‘‘ ہم اچھی سیرت اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز ومحترم شوہروں کے لئے روکی گئی ہیں۔[3]

اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے

یہاں اَخلاقی اچھائی کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے، لہٰذا نکاح کے لئے کسی عورت کا رشتہ دیکھتے وقت اس کے حسن وجمال کے مقابلے میں اس کی اچھی سیرت، اس کے اچھے کردار، اس کی دینداری اور اس کی اچھی عادات کو زیادہ ترجیح دینی چاہئے۔ اَحادیث میں بھی اسی چیز کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ اس سے متعلق تین اَحادیث ملاحظہ ہوں۔

(1)……حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے تھے کہ

1……روح البیان، الرحمن، تحت الآیۃ: ٦٩، ٣١٢/٩، ملخصاً.
2……جلالین، الرحمن، تحت الآیۃ: ٧٠، ص٤٤٥.
3……مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، ما ذکر فی الجنّۃ وما فیھا ممّا اعدّ لاھلھا، ٧٢/٨، الحدیث: ٣٥.

www.dawateislami.net

تقوے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ۔اگر وہ اسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اسے دیکھے تو وہ خوش کر دیتی ہے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دیتی ہے اور اگر کہیں کو چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرتی ہے (یعنی اس میں خیانت نہیں کرتی اور نہ ہی اسے ضائع کرتی ہے)۔[1]

(2)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (یعنی نکاح میں ان چار باتوں کا لحاظ ہوتا ہے) (1) مال (2) حسب نسب (3) حسن و جمال اور (4) دین ۔ اور تم دین والی کو ترجیح دو۔[2]

(3)......حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جو کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللّٰہ تعالیٰ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللّٰہ تعالیٰ اس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو کسی عورت سے اس کے حسب کی بنا پر نکاح کرے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے کمینہ پن میں اضافہ فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاک دامنی حاصل ہو یا صِلۂ رحم کرے تو اللّٰہ تعالیٰ اس مرد کے لیے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں برکت دے گا۔[3]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے جنّتی عورتوں کے اوصاف بیان کرکے تم پر انعام فرمایا تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[4]

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

1......ابن ماجه، كتاب النكاح، باب افضل النساء، ٢/٤١٤، الحديث: ١٨٥٧.

2......بخاری، كتاب النكاح، باب الاكفاء في الدِّين، ٣/٤٢٩، الحديث: ٥٠٩٠.

3......معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه: ابراهيم، ٢/١٨، الحديث: ٢٣٤٢.

4......روح البيان، الرحمن، تحت الآية: ٧١، ٩/٣١٣، ملخصاً.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں ۔تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿حُوْرٌ: حوریں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ان جنتوں میں خیموں میں پردہ نشین حوریں ہیں جو کہ اپنی شرافت اور کرامت کی وجہ سے ان خیموں سے باہر نہیں نکلتیں۔ (1)

جنتی حور اور اس کے خیموں کا حال

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اگر جنتی عورتوں میں سے زمین کی طرف کسی ایک کی جھلک پڑ جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کی تمام فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے۔ (2)

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’مؤمن کے لئے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہو گا، اس کی لمبائی 60 میل ہو گی، مؤمن کے اہلِ خانہ بھی اس میں رہیں گے، مؤمن ان کے پاس (حقِ زوجیت ادا کرنے کے لئے) چکر لگائے گا اور ان میں سے بعض بعض کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (3)

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں پیدا فرمائیں جو تمہارے لئے پردہ نشین اور (دوسروں سے) چھپی ہوئی ہیں تو تم دونوں اپنے ربعَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (4)

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جنّ نے ۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

1 ......خازن، الرحمن، تحت الآیة: ۷۲، ۴/۲۱۵.
2 ......بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنار، ۴/۲۶۴، الحدیث: ۶۵۶۸.
3 ......مسلم، کتاب الجنّة وصفة نعیمها واهلها، باب فی صفة خیام الجنّة وما للمؤمنین فیها من الاهلین، ص۱۵۲۲، الحدیث: ۲۳(۲۸۳۸).
4 ......روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۷۳، ۹/۳۱۳.

www.dawateislami.net

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ: ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ کسی آدمی نے چھوا۔﴾ یعنی جیسے اُن دو جنتوں کی حوریں اپنے جنتی شوہروں کے علاوہ جن و اِنس کے چھونے سے محفوظ تھیں ایسے ہی اِن دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں، لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت میں وہ نعمتیں تیار کیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی ان نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یا ان کے علاوہ دوسری نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (1)

مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (جنتی) سبز قالینوں اور انتہائی خوبصورت بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

﴿مُتَّكِـِٕیْنَ: تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔﴾ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرنے والوں کو جو دو جنتیں عطا ہوں گی ان کے جنتی بچھونوں کا ظاہری حال بیان نہیں کیا گیا جیسا کہ آیت نمبر 54 میں گزرا، کیونکہ ان بچھونوں کی شان بہت بلند ہے اور ان کا ظاہری حال عقل اور فہم کے اِدراک سے باہر ہے جبکہ دوسری دو جنتوں میں اہلِ جنت کو جو

1 ......جمل، الرحمن، تحت الآیة: ۷۵، ۷/۳۸۲.

www.dawateislami.net

بچھونے عطا ہوں گے ان کا ظاہری حال یہاں بیان کر دیا گیا کہ وہ سبز اور مُنَقّش ہوں گے، اس سے ان بچھونوں میں فرق صاف ظاہر ہو رہا ہے۔[1]

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ: تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟﴾ یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ تم پر کوئی احسان فرمانے والا نہیں، تو تم دونوں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟[2]

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع

ترجمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تمہارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ: تمہارے رب کا نام بڑی برکت والا ہے۔﴾ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف اللّٰہ تعالٰی کی ذات ہی باقی رہے گی اور دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں۔ نیز اللّٰہ تعالٰی نے اپنی عظمت و بزرگی بیان فرما کر آخرت کی نعمتوں کے بیان کا اختتام فرمایا۔[3]

نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا

حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار اِستغفار کرتے اور فرماتے "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ" یعنی اے اللّٰہ! عَزَّوَجَلَّ، تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے اور تو برکت والا ہے (اے) جلالت اور بزرگی والے۔[4]

---

1 ……روح البیان، الرحمن، تحت الآیة: ۷۶، ۹/۳۱۵، ملخصاً.

2 ……جمل، الرحمن، تحت الآیة: ۷۷، ۷/۳۸۳.

3 ……خازن، الرحمن، تحت الآیة: ۷۸، ۴/۲۱۶.

4 ……مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفته، ص ۲۹۷، الحدیث: ۱۳۵ (۵۹۱).

www.dawateislami.net